جلد۱۰شمارہ۱۸،۲۰۲۵

Article

The Concept of Love in Hasrat Mohani's Poetry

حسرت موہانی کی شاعری میں تصورِ عشق و محبت

۱۔سجاد حیدر، ۲۔ڈاکٹر عنایت مرتضٰی شہزاد،

ایم فل (اردو)اسکالر ,اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ اردو، مسلم یوتھ یونیورسٹی، اسلام آباد

eISSN: 0000-0000
pISSN: 0000-0000

This is an open-access article distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY) license

Copyright: © 2025 by the authors.

Abstract:

In the poetry of Hasrat Mohani, there is also a beautiful combination of ishq e majazi and ishq e haqiqi. In his poetry, love emerges as a pure and selfless emotion. He has presented the affairs of love and affection in his poetry in very simple and easy words. As well as the simplicity and eloquence of the language, sincerity and truthfulness are also seen in his poetry. To him, love is not just the name of an emotional state but a true and eternal experience. In his poetry, he describes the feelings of love and affection in a unique way which differs his poetry from traditional love poetry. For him, love is a true, pure and eternal experience in which not only the adoration of the beloved but also a deep expression of the insensibility, helplessness and departing of a true lover is seen.

Keywords:
Hasrat Mohani, Ishq-e-Majazi, Ishq-e-Haqiqi, Feelings of Love, Traditional Love Poetry, Love is true,

حسرت موہانی کا اصل نام سید فضل الحسن اور حسرت آپ کا تخلص تھا۔ آپ ۴ اکتوبر ۱۸۷۵ء کو بھارت کے ضلع اناؤ کے ایک رہائشی علاقے موہان، اترپردیش میں ایک سید گھرانے میں پیدا ہوئے۔اُن کے والد محترم کا نام سیّد اظہر حسین تھا۔ آپ کا تعلق ایک سیّد گھرانے سے تھا۔انہوں نے اپنی ابتدائی تعلیم گھر ہی سے حاصل کی۔ علی گڑھ سے بی اے ڈگری ۱۹۰۳ء میں حاصل کی۔انہوں نے

عربی کے ساتھ ساتھ فارسی کی تعلیم بھی حاصل کی، عربی کی تعلیم کے لیے انہوں نے مولانا سیّد ظہور الاسلام فتحپوری سے استفادہ کیا اور مولانا نیاز فتح پوری کے والد محمد امیر خان سے فارسی کی تعلیم حاصل کی۔ انہوں نے ۱۹۰۳ء میں ایک مشہور ماہنامہ اردوئے معلی بھی جاری کیا۔ وہ سودیسی تحریک کے زبردست حامیوں میں سے تھے۔ ان کا شمار کمیونسٹ پارٹی آف انڈیا کے بانی اراکین میں ہوتا ہے۔ قیام پاکستان کی سرگرمیوں میں اُن کی گراں قدر خدمات آج بھی یاد رکھی جاتی ہیں۔ حب وطن سے سرشار اور آزادی کے مجاہد حسرت موہانی کا شمار بیسویں صدی کے مشہور و معروف شعرا کی فہرست میں ہوتا ہے جنہوں نے عشق اور فلسفہ جیسے موضوعات کو اپنی شاعری کا عنوان بنایا۔

مولانا حسرت موہانی کی شخصیت کے کئی ایک اہم پہلو ہیں، اور وہ ہر پہلو میں امتیازی خصوصیات کے حامل ہیں۔ ایک عام انسان کی حیثیت سے اگر دیکھا جائے تو ان کا پلہ بھاری نظر آتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ ادب، سیاست اور معاشرت کے دوسرے شعبوں میں بھی ان کی شخصیت کی خوبیاں دیکھی جاسکتی ہیں۔ ان کو رئیس المتغزلین بھی کہا جاتا ہے۔ حسرت موہانی کا شمار اپنے عہد کے مایہ ناز شعرا اور ناقدین میں ہوتا ہے۔ اِن کا کلام ان کے دل کی آواز اور ان کے جذبات کی سچی عکاسی کرتا ہے۔ وہ ان شخصیات میں شامل تھے جنہوں نے موہن داس گاندھی اور جواہر لال نہرو کے ساتھ مل کر آزادی کی جدوجہد میں بھرپور حصہ لیا۔ انگریزوں کے خلاف انقلاب زندہ باد کا جو نعرہ لگا تھا وہ بھی حسرت موہانی کی ہی دَین ہے۔

حسرت موہانی ایک سیاست دان بھی تھے، مگر سیاست ان کے مزاج سے ہم آہنگ نہ ہو سکی۔ ان کی وفات کے ساتھ ہی ان کی سیاسی جدوجہد محض تاریخ کا ایک باب بن کر رہ گئی۔ لیکن ان کی لکھی ہوئی شاعری آج بھی ان کو ادب میں زندہ رکھے ہوئے ہے۔

حسرت موہانی کی زندگی کے شب و روز شعر و سخن کی محفلوں میں گزرتے، ان محفلوں میں ان کے کئی ساتھی بھی موجود ہوتے، ان شخصیات میں سجاد حیدر یلدرم، مولانا شوکت علی، قاضی تلمذ حسین اور ابو محمد جیسے عظیم لوگ شامل تھے۔ انہوں نے ایک مشاعرے کا اہتمام بھی کیا تھا جس میں انہوں نے کچھ اشعار پڑھے جن پر فحش ہونے کا الزام بھی عائد کیا گیا تھا۔

انہوں نے کئی بار قید و بند کی صعوبتیں بھی برداشت کیں، جیل میں ان سے چکی بھی پسوائی جاتی رہی۔ اپنی زندگی میں تیرہ بار حج جیسی عظیم سعادت بھی حاصل کی۔ حسرت موہانی مسلم لیگ کی ٹکٹ پر ہندوستان کی دستور ساز اسمبلی کے صدر بھی منتخب ہوئے۔ انہوں نے اپنی سیاسی سرگرمیوں کے باوجود ادب اور صحافت میں اپنے دائمی نقوش چھوڑے ہیں۔

حسرت کی شاعری کی ابتدا ۱۸۹۲ء میں ہوئی تھی لیکن ابتدائی آٹھ یا دس سال کی شاعری کے بارے میں وہ خود اپنے دیوان حصہ اول کے عبارت خاتمہ میں لکھتے ہیں:

> ”طبع اول کے دیباچہ میں بیان ہو چکا ہے کہ ۱۸۹۲ء سے ۱۹۰۳ء تک کی شاعری کا ایک بڑا مجموعہ نظموں، قصیدوں، قطعوں، غزلوں اور نظم انگریزی کے ترجموں کی شکل میں راقم الحروف کے پاس محفوظ ہیں۔ رفتہ رفتہ راقم الحروف کی طبیعت نے اپنے لیے اصناف سخن میں غزل کو اپنے حسب حال پا کر منتخب کر لیا ہے۔ اس کل مجموعہ خرافات کو یک قلم نظر انداز کر دیا۔(۱)“

حسرت نے اساتذہ سخن سے فیض حاصل کرنے کا اعتراف ایک شعر میں اس طرح سے کیا ہے:

غالب و مصحفی و میر و نسیم و مومن
طبع حسرت نے اٹھایا ہے ہر استاد سے فیض (۲)

حسرت موہانی کے کلام میں عشق مجازی اور عشق حقیقی کا ایک حسین امتزاج بھی ملتا ہے۔ ان کی شاعری میں عشق ایک پاکیزہ اور بے لوث جذبہ بن کر ابھرتا ہے۔ وہ اپنے کلام میں روایتی عشقیہ شاعری سے ہٹ کر ایک منفرد انداز میں عشق اور محبت کے جذبات کو بیان کرتے ہیں۔ ان کے ہاں عشق ایک سچا، خالص اور دائمی تجربہ ہے، جس میں نہ صرف محبوب کی پرستش بلکہ ایک سچے عاشق کی بے خودی، بے بسی اور فراق کا بھی ایک گہرا اظہار نظر آتا ہے۔

ان کی عشقیہ شاعری کے بارے میں ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا کچھ یوں لکھتے ہیں:

"حسرت موہانی کی عشقیہ شاعری کا بہترین نمونہ ان کی وہ غزلیں ہیں جن میں واقعاتی تسلسل کے ساتھ ساتھ احساساتی تسلسل بیدار ہو گیا ہے۔"(۳)

حسرت موہانی نے اپنے کلام میں بے شمار عشقیہ شعر بھی کہے ہیں، ان کی شاعری کے چند ایک اشعار درج ذیل ہیں۔

تیرے حسن کا دور دورا رہے گا
نہ میرا یہ جوش تمنا رہے گا (۴)

جیتے ہیں در محبت کے سہارے عاشق
عاشقِ عشق بھی ہیں حسن کے مارے عاشق(۵)

منحصر وقت مقرر پہ ملاقات ہوئی
آج یہ آپ کی جانب سے نئی بات ہوئی (۶)

حسرت موہانی کی شاعری کے بارے میں آل احمد سرور نے یوں اظہار خیال کیا ہے:

"عشق ہی ان کی عبادت تھا، عشق کی راحت اور فراغت کا یہ تصور ان کا اپنا ہے اور یہ تصور ہی حسرت کو نیا اور زمانے کا ایک فرد ثابت کر سکتا ہے۔"

حسرت موہانی کی کئی ایک اہم صفات ہیں جو انہیں دوسروں سے ممتاز کرتی ہیں، ان تمام صفات میں ایک صنف عشق و محبت بھی ہے، حسرت صرف عشق و محبت کے ترجمان ہی نہیں بلکہ وہ ایک فلسفی بھی ہیں۔ ان کا عشق و محبت پر مبنی کلام ایک قدرتی امر ہے جو قاری کو نہ صرف مسحور کرتا ہے بلکہ اس کی فراغت کا سبب بھی بنتا ہے۔

حسرت بہت بلند ہے مرتبہ عشق
تجھ کو تو مفت لوگوں نے بدنام کر دیا(۷)

حسرت موہانی نے عشق و محبت کے جذبات کو نہایت سادہ اور آسان الفاظ میںاپنے کلام میں پیش کیا۔زبان کی سادگی اور فصاحت کے علاوہ ان کے کلام میں خلوص اور سچائی بھی نظر آتی ہے۔ان کے ہاں عشق محض ایک جذباتی کیفیت کا نام ہی نہیں بلکہ ایک سچا اور ابدی تجربہ ہے۔

شعر دراصل وہی ہیں حسرت
سنتے ہی جو دل میں اتر جائیں

کٹ گئی احتیاطِ عشق میں عمر
ہم سے اظہار مدعا نہ ہوا

نیاز فتح پوری کے نزدیک "حسرت کی شاعری بالکل انسانی سطح اور انسانی جذبات کی شاعری ہے۔"(۸)

حسرت موہانی کا کلام ان کے خوبصورت عشقیہ شعروں پر مشتمل ہے۔اُن کے شعروں میں عاشق کی وارفتگی، انتظار کی شدت اور محبوب کے حسن وناز اور اس کی دل کشی کو ظاہر کرتے ہیں۔

بچھی ہیں راہیں تمنا سینکڑوں آنکھیں
کہ ناز جلوہ کرے تیری خوش خرامی کا(۹)

قدرت نے حسرت کو شاعر کامل بنا کر بھیجا تھا، مگر اس نے صرف غزل ہی کو اپنا شعار بنالیا۔عشق مجسم سراپا غزل کی زبان بن کر رہا۔قصیدہ کو اس نے ہاتھ نہیں لگایا کہ بقول عرفی یہ کار ہوس پیشگاں تھا، عاشقوں کا وظیفہ صرف غزل ہے۔خود دار حسرت "ہم نشین اہل دول" سے کنارہ کش ہی رہا۔اور اس کے فقر عشق کی شرم رہ گئی۔

عشق نے اس کو سکھا دی شاعری
اب تو اچھی فکر حسرت ہو گئی !! (۱۰)

حسرت ایک فن کار عاشق ہے۔ایک طرف محبت کی گھاتیں اور معاملہ بندیاں، حسن سے چھیڑ چھاڑ، گستاخ دستیاں اور لگاوٹیں اتنے اچھوتے اور نت نئے انداز میں پائی جاتی ہیں کہ جرات اور داغ کی تر دامنی بھی عرق عرق ہو جاتی ہے۔دوسری طرف عارفانہ اور پاکبازانہ اسلوب نگارش کے آگے رومی اور جامی کی پاک دامنی بھی گرد آلود ہو جاتی ہے۔مجاز اور حقیقت کا یہ حسین اور دلکش امتزاج حسرت کی شاعری کا طرہ امتیاز ہے۔حسرت رند شاہد باز بھی اور اور زاہد شب زندہ دار بھی، عاشق نظر باز بھی ہے اور فقیر بے نیاز بھی۔

نظر بازی کی خو حسرت بری ہے ورنہ لوگوں میں
بہت شہرہ سنا تھا ہم نے تیری پاک بازی کا(۱۱)

حسرت کا عشق، خود ان کی زبان سے سنیے

سیہ کار تھے با صفا ہو گئے ہم

ترے عشق میں کیا سے کیا ہو گئے ہم (۱۲)

بن کے گدائے عشق گئے تھے مگر پھرے

سلطان ہو کے یار کی دولت سرا سے ہم (۱۳)

حسرت موہانی کے کلام میں حزن وملال کا عنصر کم دکھائی دیتا ہے۔ ان کے کلام میں کامرانی وشادمانی کافی حد تک پائی جاتی ہے۔

حسرت موہانی نے نہ صرف عشقیہ شاعری میں محسوسات کا ایک نیا باب کھول دیا ہے بلکہ اردو غزل کے لیے ان بے پناہ وسعتوں کا پتہ دیا ہے جن کی بدولت یہ صنف سخن کسی دور میں بھی غیر مقبول نہیں ہو سکتی، حسرت کی بہترین عشقیہ شاعری میں جوش اور رومان ہی نہیں بلکہ وہ روح پرور نظارے بھی ملتے ہیں جنہیں ان کے حسن نظر نے لازوال بنا دیا ہے۔ ان کے طبعی میلان اور صنف غزل میں جو مطابقت ہے اس کا اظہار ایک شعر میں کچھ یوں ہوا ہے:

عشق حسرت کو ہے غزل کے سوا

نہ قصیدے نہ مثنوی سے غرض(۱۴)

آداب عاشقی کے بارے میں ان کی غزل کے کچھ اشعار درج ذیل ہیں:

دل میں کیا کیا ہوس دید بڑھائی نہ گئی

روبرو ان کے مگر آنکھ اٹھائی نہ گئی

یہ بھی آداب محبت نے گوارا نہ کیا

ان کی تصویر بھی آنکھوں سے لگائی نہ گئی(۱۵)

حسرت کی شاعری میں سادگی، تاثیر اور فطری جذبات کا ایک حسین امتزاج بھی پایا جاتا ہے۔ اُن کی شاعری میں عشق ایک پاکیزہ جذبہ، سچا احساس اور ایک بے لوث کیفیت کا نام ہے۔ وہ اپنے کلام میں محبت کی سچائی، محبوب کی بے رخی، ہجر اور کرب کے لمحات کو انتہائی دلکشی اور خوبصورتی کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

حسرت موہانی کی شاعری میں آزادیِ عشق اور خود مختاری کی جھلک بھی واضح نظر آتی ہے۔ ان کی شاعری کو اگر بغور دیکھا پڑھا جائے تو ہمیں نہ صرف ان کی شاعری میں روایتی عشق کی کیفیات ملتی ہیں بلکہ ایک بلند صوفی اور روحانی عشق کا جزو بھی ملتا ہے۔ انہوں نے عشق مجازی کے ساتھ ساتھ عشق حقیقی کو بھی اپنی شاعری کا حصہ بنایا۔ ان کی شاعری آج بھی محبت کرنے والوں کے دلوں میں زندہ وجاوید ہے۔

حوالہ جات

۱۔پروفیسر ثریا حسین، حسرت موہانی، شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۸۵ء، ص:۲۱۰

۲۔ڈاکٹر سید عطاالرحمن عطاکاکوی، مطالعہ حسرت، عظیم الشان بک ڈپو، سلطان گنج، پٹنہ، ۱۹۶۶، ص:۶

۳۔از خواجہ محمد زکریا تاریخ ادبیات مسلمانان پاکستان وہند، جلد پنجم، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۲۰۱۱، ص:۳۲۸

۴۔دیوانِ حسرت موہانی، حصہ نہم، الناظر پریس، لکھنو، ۱۹۲۳ء، ص:۲

۵۔ایضاً، ص:۶

۶۔ایضاً، ص:۸

۷۔حسرت موہانی کی غزل میں محبوب کا تصور،ڈاکٹر عظمی نور، ارباب خان، احتشام الحق، ایک تحقیقی جائزہ، جہانان تحقیق، ۲۰۲۴، ص:۳۳۱

۸۔پروفیسر ثریا حسین، حسرت موہانی، شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۸۵ء، ص:۱۹۳

۹۔ایضاً، ص۱۹۵

۱۰۔ڈاکٹر سید عطاالرحمن عطاکاکوی، مطالعہ حسرت، عظیم الشان بک ڈپو، سلطان گنج، پٹنہ، ۱۹۶۶، ص:۵۰

۱۱۔ایضاً، ص:۵۱۔۵۰

۱۲۔ایضاً، ص:۸۰

۱۳۔ایضاً، ص:۸۰

۱۴۔پروفیسر ثریا حسین، حسرت موہانی، شعبہ اردو علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ۱۹۸۵ء، ص:۲۱۸

۱۵۔ حسرت موہانی کی غزل میں محبوب کا تصور،ڈاکٹر عظمی نور، ارباب خان، احتشام الحق، ایک تحقیقی جائزہ، جہانان تحقیق، ۲۰۲۴، ص۳۳۱